اس ماحول کو راستی سکھانے اور راہِ راست دکھانے پر ہی گیارہ برس لگ گئے ـــــ پھر ایک حادثہ یہ ہوا کہ تین سال کی جونیجو حکومت نے اندرونِ خانہ لادین عناصر کی بھرپور حوصلہ افزائی شروع کر دی اور دین کے دشمنوں کو سیاسی آزادی و جمہوریت کے نام پر کھلی جارحیت کی چھٹی دے دی۔

صدر ضیاء الحق مرحوم نے ان لادین عناصر اور دین دشمن قوتوں کو پھر سے شکنجے میں جکڑنے اور حدود و قیود میں پابند کرنے کی کوشش کی تو پاکستان میں رہتے ہوئے دین، ملت اور ملک دشمن عناصر نے ملک میں ادھم مچا دیا جو بالآخر ضیاء الحق اور ان کے ساتھیوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر خوش ہوا اور انہوں نے اس "خوشی" میں دیگیں پکائیں، بانٹیں اور خوشی کے گیت گائے، گھی کے چراغ جلائے اور دھمال ڈالے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ضیاء الحق کو نہیں مارا گیا بلکہ دین دشمن قوتوں کے راستے میں جو دیوار حائل تھی وہ ہٹائی گئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ علماء، مشائخ، صحافی، ادباء، شعراء، بیوروکریٹس، موجودہ حکمران اور سیاست دان ان میں سے کون آگے بڑھ کے "نفاذِ اسلام" کا علم اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور پاکستان کی حقیقی تعمیر کا کام مکمل کرتا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کی رحلت

گزشتہ دنوں پاکستان کے جید عالمِ دین استاذ العلماء والمجاہدین حضرت مولانا عبدالحق رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عبدالحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم و شیخ الحدیث تھے۔ آپ نے تمام عمر دین کی خدمت کی۔ آپ کے شاگرد پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جہادِ افغانستان میں آپ کے تلامذہ نے ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے ہوئے بے مثال قربانیاں دیں۔

حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں اور آپ کی رحلت ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام درخواستی گروپ کے رہنما مولانا سمیع الحق (سینیٹر) آپ کے فرزند ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ مولانا سمیع الحق اور تمام غم زدہ اعزہ و اقرباء کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین! ادارہ نقیبِ ختمِ نبوۃ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

نقطۂ نظر ،

قمر الحسنین

سرسری جائزہ، تجزیہ، رائے

حکمران، سیاستدان اور اسلام

"ماڈرن سائنٹیفک پالیٹیکس" نے جہاں عوام میں بے لگام آزادی کا صور پھونکا وہاں رذائل کا ایک طومار بھی عوام کی فطرتِ ثانیہ بنا دیا گیا ہے مثلاً (اپوزیشن ہو یا حکومت)

۱۔ الیکشن سر پہ ہو تو فریقِ مخالف کے اُمیدوار کی اتنی بُرائیاں بیان کی جائیں کہ وہ ابلیس کا جانشین محسوس ہونے لگے۔

۲۔ اس قدر جھوٹ بولا جائے کہ سچائی دُم سادھے دبک جائے اور منہ چھپاتی پھرے۔

۳۔ عوام سے ان کے ذاتی و علاقائی مسائل کے بارے میں ایسے خوش آئند وعدے کئے جائیں کہ خوشی سے ان کی رال ٹپک پڑے اور وہ اس "عوامی لیڈر" کے دل و جان سے گرویدہ ہو جائیں۔

۴۔ الیکشن ایک منفعی کاروبار سمجھ کر لڑا جائے اور اس میں دھن، دھونس، دھاندلی اور بلیک میلنگ کو وسیلۂ کامیابی یقین کیا جائے۔

۵۔ الیکشن ختم ہو تو الیکشن پر اُٹھنے والا خرچہ، سرکاری خزانہ اور عوام کی جیبوں سے مع سود پورا کیا جائے۔

۶۔ جن لوگوں نے کامیاب اُمیدوار کو ووٹ نہیں دیئے انہیں مختلف اخلاقی مقدمات میں ملوث کر کے برس ہا برس تک ذلیل و رسوا کیا جائے۔

۷۔ جو لوگ کچھ طاقت ور اور مقابلے کی چوٹ ہوں ان کے حامیوں کی چوریاں کرائی جائیں، ان کی بے عزتی کی جائے، ان کے ناموس پر کفار و مشرکین کی طرح حملے کئے جائیں۔

۸۔ اپنے پالتو کتوں، چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور دلالوں کو مکمل تحفظ دے کر قانون کی گرفت سے بچایا جائے بلکہ قانون پر انہیں بالادستی دلائی جائے۔

۹۔ علاقے کا تھانیدار، پٹواری، اسکول کا ہیڈ ماسٹر اپنی مرضی و منشاء کے آدمی تعینات کرائے جائیں جو ایم۔پی۔اے، اور ایم۔ این۔اے کی مرضی کے خلاف نہ چل سکیں۔

۱۰۔ بجلی، سوئی گیس، پانی، ٹیلیفون کا بل نہ دیا جائے اور دندنا کے یہ اعلان کیا جائے کہ " اپنا تے کھلا اسی کھاتہ اے "۔

۱۱۔ پولیس اور محکمہ مال کی " شیر ینیاں " اور " حق الخدمت " عوام سے بٹورے گئے سرمائے کی نصف نصف تقسیم سے ادا کیا جائے۔

۱۲۔ علاقے کی ایک لاکھ کی آبادی میں سے ۲۷ ہزار ووٹ لیکر کامیاب ایم پی اے یا ایم این اے ۷۳ ہزار مخالف عوام کے باوجود خود کو " عوامی نمائندہ " کہے جو نہ مانے اسے ذلیل کیا جائے۔

۱۳۔ سیاسی قوت اور دولت کے ذریعہ علاقے کی مذہبی شخصیات کو خرید اجائے اور مذہب کو انفرادی ذاتی اور اضافی حیثیت سے جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی ثابت کیا جائے۔ اور اپنے عملِ بد کے ذریعہ دین کو چند سماجی رسموں سے آگے نہ بڑھنے دیا جائے مثلاً

۱۔ بچے کی پیدائش پر کان میں اذان مولوی دے

۲۔ بچے کے ختنوں پر مولوی آکر دُعا کرا دے

۳۔ بچے کی شادی پر مولوی نکاح پڑھا دے

۴۔ وہ مرجائے تو مولوی نہلائے، کفنائے، اُٹھائے، قبر میں اُتارے پھر " دہاڑی " لے کر اسے بخشوائے۔

۵۔ پھر ۹، جمعرات تک اس کی گھوم پھر کر آنے والی آوارہ رُوح کی تسکین کے لئے مُردے والوں کے گھر سے کھانا لے جائے۔

۶۔ " ساتا " کرے، دسواں اور چالیسواں کرے " اللہ اللہ بس باقی ہوس "

سیاست دان اور حکمران کو یہ مولوی قبول ہے جو اس کی اجتماعی و ذاتی زندگی میں " مداخلت " نہیں کرتا اور جو مولوی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عشر کی ادائیگی میں مضبوط لب و لہجہ میں گفتگو کرتا ہے۔ اور جو مولوی زنا، شراب، جوا، رقص و سُرود، عیاشی و بدمعاشی اور فحاشی کے خلاف احتسابی گفت و گو کرتا ہے نہ حکمران کو قبول ہے نہ سیاست دان کو اور ان دونوں کو خبردار ہوشیار کی آواز لگا کر جاگتے رہنا کے عمل سے آشنا کرنے والا پاکستان کا خونخوار سول اور ملٹری کا بیوروکریٹ ہے جس کے نزدیک کلمۂ حق کہنے والے مولوی کا وجود ہی بہت بڑا گناہ ہے جو اپنی نجی مجالس میں گفت و گو کرتے ہوئے بڑے غرور و تکبّر کے لب و لہجہ

یہ کہتا ہے کہ مولوی "وِل بی نو مور WILL BE NO MORE" حالانکہ پاکستان کی اساس ہی **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** پر ہے اور یہ دونوں کام حکمرانوں، مالی و سیاسی قوت والوں کے ہیں اور دونوں اس سے کورے ہیں۔ اول تو اس کام کے مولوی بھی اب جنسِ نایاب ہیں اور اگر کہیں کہیں یہ جنسِ نایاب مل بھی جاتی ہے تو وہ بے چارہ بے دست و پا صرف **دعوت الی اللہ** کا کمزور کام کر سکتا ہے۔ یہ کمزور کام بھی حکمرانوں اور جاگیردار و سرمایہ دار سیاستدانوں کو قبول نہیں اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ عوام کالانعام ہیں جو ان مجرم وڈیروں کی مفاد بخش چکّی کے پاٹوں میں پس رہے ہیں لیکن خوش ہیں ؎

گوشت خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں

ان معروضی حالات میں ڈیموکریسی کے ڈیماگاگس مسرور و شاداں ہیں ان کی محنت بارآور ہوئی اور عوام دینی مزاج سے محروم ہو گئے ہیں، دینی اقدار پامال کر چکے ہیں۔ ان کا ملی و مادی ذاتی، گروہی اور جماعتی مفادات ہیں اور بس۔ ان وڈیروں کی دیکھا دیکھی عوام نے دین کو بے جا پابندیوں کا گورکھ دھندا سمجھ کر طاقِ نسیاں میں رکھا اور اپنے قومی، سیاسی اور حکومتی وڈیروں کی پیروی میں چند مذہبی، علاقائی ہندوانہ سماجی رسموں پر اکتفا کیا اور اسی کو مرکزِ نجات سمجھ لیا۔

پھر ان ترمیم پسند مذہبی و سیاسی گمراہ ٹولوں نے نام نہاد قومی مفادات اور جمہوری عمل کا قبلہ درست کرنے کے لئے مختلف "محاذ" بنائے۔ سنہ ۱۹۷۸ء میں ان کا ڈھاکہ اجلاس ہوا جس میں جمعیت العلماء کا ترمیم پسند مذہبی ٹولہ بھی تھا اس کے باوجود آٹھ جماعتی گمراہ ٹولے کی اکثریت نے آٹھ نکات پر اتفاقِ رائے کیا مگر اسلام کو مطالبات میں شامل کرنے سے کھلے بندوں انکار کر دیا۔ لطف یہ کہ جے یو آئی کا ترمیم پسند مذہبی ٹولہ جماعتی و شخصی مفادات پر دین کو سیاست کی بھینٹ چڑھا کر نہایت خیرہ چشمی سے تماشا کرتا رہا۔

پھر سنہ کے الیکشن کی کتا ننتوں میں جماعتِ اسلامی، جے یو آئی اور جے یو پی جیسی مذہبی و سیاسی ترمیم پسند ٹولوں نے الگ الگ ڈفلی بجائی اور چاروں شانے چت ہوئے۔ پی پی پی کے دراز قامت ماڈرن بنیکس کے ماہر بھٹو نے پاکستان کے تمام مشکل کشاؤں کو مشکلوں کی دلدل میں دھکیل دیا۔ جے یو آئی نے پنجاب میں پی پی پی کی اندھی حمایت کی اور سرحد میں این اے پی سے رشتہ گانٹھ لیا اگرچہ ولی خاں نے ان کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ مارا

کہ ہم سے ٹکڑے مانگ کر کھانے والا مولوی

آج ہمارے ہی مقابلے میں آگیا ہے

پھر ۱۹۷۰ء میں اینٹی بھٹو سیاسی اور مذہبی اکٹھے ہوئے تب مجلس احرار کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تب مجلس احرار اسلام نے اپنی شرکت مرزائیت کے اقلیت کے مطالبہ سے مشروط کی تو این اے پی کے جسمانی طور پر دراز قامت مگر دینی قد کاٹھ کے اعتبار سے بونے شخص خان ولی خان نے کہا کہ ہم کسی کمیونل پروگرام کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے آپ اپنا پروگرام الگ لے کر چلیں ہم نے تو بھٹو کو مارنا ہے اس میں تم ہمارے ساتھ چلو۔ نواب زادہ نصر اللہ خاں نے کہا کہ آپ ہمارے لیے اسٹیج لگائیں ہم آپ کے سٹیج پر آپ کے کاز کی حمایت کریں گے متحدہ محاذ کے پلیٹ فارم پر یہ چھوٹے چھوٹے مطالبات نہیں پیش کئے جا سکتے یہ سب کچھ ہوا مگر یہ تینوں (جماعت اسلامی، جے یو آئی، جے یو پی) ترمیم پسند مذہبی ٹولے خاموش رہے۔ پھر یہ سیٹوں کے چکر پر یوں لٹے کہ قصاب کی دکان کے سامنے بیٹھنے والا جانور بھی شرم سے ڈوب ڈوب گیا۔ پھر ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد بنا جس کو اموشنل سلوگن "نظام مصطفیٰ" دیا گیا۔

یہ ویسا ہی جھوٹ تھا جیسا ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ نے جھوٹ بولا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ

جے یو آئی اور جے یو پی کے ٹولے اس میں جنرل سیکرٹری کے عہدے کی خاطر الجھ پڑے۔ مفتی محمود نے کہا کہ میں یہ عہدہ ولی خاں کو تو دے سکتا ہوں نورانی میاں کو نہیں۔ یہ نظام مصطفیٰ کے داعی عہدوں ٹکٹوں سیٹوں اور مستقبل کی بندر بانٹ میں گم ہو گئے اور ضیاء الحق تشریف لائے۔ مذہبی و سیاسی بھکاریوں پر مشتمل ترمیم پسند یہ ٹولہ ضیاء الحق کے چرنوں میں گر گیا اور نو ماہ کی فطری مدت وزارتوں سفارتوں غیر ملکی دوروں اور سرکاری گزارہ الاؤنس کے جھولوں میں پوری کر کے لوٹ کے بدھو گھر کو آئے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلام کا نام اس تسلسل سے لیا کہ پوری قوم کو اسلامیا لیا کبھی وہ یوں گویا ہوتے کہ پاکستان کا مقدر اسلام ہے۔ اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔ میں تہیہ کر چکا ہوں کہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بناؤں گا۔ صلوٰۃ کمیٹیاں، زکوٰۃ کمیٹیاں، عشر کمیٹیاں، علماء کانفرنس، صوفیاء کانفرنس، مشائخ کانفرنس، خطباء کانفرنس، اجتماع صحافیان قلم کانفرنس، بنکوں میں دو کھاتے باسود، بلاسود۔ مذاکرات، سیمینار الغرض "گفتند" کے زوردار معرکے نتائج اسلام کا مثبت و منفی پراپیگنڈہ اور آخر میں

"میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں اسلام نافذ
کرنے میں ناکام ہوا ہوں"

پھر جونیجو حکومت اس کے اعیان وایوان کو کھلی چھٹی با لآخر اس کی سبکی وخواری اور ساتھ ہی شریعت آرڈی ننس۔

خان لیاقت علی خاں مرحوم کے عہد کی کمزور ترین دینی مساعی کا نتیجہ، قرار دادِ مقاصد اور ۳۴ سال بعد جنرل محمد ضیاء الحق کے عہد کا شریعت آرڈی ننس اس سے بھی کمزور وناقص عمل جو نفاذِ اسلام کی طرف پہلا قدم ہے ـــــ اگر لیاقت علی خاں کے عہد کی قرار دادِ مقاصد کو پاکستان کے مذہبی سیاسی لوگ اپنی مساعی جمیلہ کا خوب صورت ثمر کہتے نہیں تھکتے تو جنرل صاحب کے دور کے شریعت آرڈی ننس کو اپنی مساعی "حسنہ" اور "نیک خواہشوں" کا ثمرِ خیر کیوں نہیں کہتے۔ جتنا اسلام قرار دادِ مقاصد سے آگیا تھا شریعت آرڈی ننس اس سے زیادہ اسلام دیتا ہے وہ قبول اور یہ نا قبول ؟

حالانکہ قرار دادِ مقاصد نے صرف سمت درست کی تھی جس کا آج تک غلغلہ ہے کہ ہم نے قرار دادِ مقاصد پاس کرائی جو ہمارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ شریعت آرڈی ننس سے تو عملی زندگی میں داخل ہونے کا راستہ کھل گیا ہے۔ اگر اس راہِ عمل میں علماءِ حق ہوں یا علماءِ سوء دونوں کو بیوروکریٹس کا سباڈی نیٹ بنایا گیا ہے جو ان کی تمنا وجد وجہد کے عین مطابق ہے۔ ۱۹۴۹ء میں بھی حکمرانوں کی یہی خواہش تھی مگر وہ اپنی وضع داری کی وجہ سے اس وقت کے علماء کو عملاً تو اس سطح پر نہ لاسکے مگر حکومتی عمل یہی رہا۔ ۱۹۸۵ء کے حکمرانوں نے جرأتِ رندانہ سے بھی کام لیا اور وضع داری بھی نبھائی۔

باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

اب تو پاکستان کے تمام دینی طبقات کی کڑی آزمائش ہے کہ وہ نفاذِ اسلام کے مرحلہ کو قریب لانا چاہتے ہیں یا سیکولر سیاستدانوں اور جنرل صاحب کے سایہ میں چھپے بیٹھے بیوروکریٹس کی سیکولر سیاسی کش مکش میں حصہ ڈال کر اس کو بہت دور دھکیلنا چاہتے ہیں۔

حالات کا تقاضا تو یہ ہے کہ دینی طبقات ان ترمیم پسند مذہبی وسیاسی ٹولوں سے الگ ہو کر متحد ہوں اور جنرل صاحب کے گرد گھیرا تنگ کریں تاکہ جنرل صاحب نے جس قوت کے ذریعہ بھٹو کو پھانسی دی الیکشن ریفرنڈم کرائے، جونیجو حکومت کو معزول دپامال کیا اسی قوت سے اسلام بھی نافذ کریں۔ پاکستان کو اسلامی